علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام ، بی ایڈ بی ایس ایم اے ایم ایڈ ایم ایس سی پی ایچ ڈی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

مضمون	:	اسلامیات (اختیاری)
سطح	:	انٹرمیڈیٹ
کوڈ	:	343
مشق	:	04
سمسٹر	:	بہار 2025ء

سوال نمبر1۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی حیات زندگی پر جامع نوٹ لکھیں۔(20)

جواب:

خلافت راشدہ کی اولین تاریخ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں نجد میں مسیلمہ اور یمن میں اسود عنسی نے نبوت کا دعوی کر دیا تھا۔اس کے بعد اور کئی لوگوں نے نبوت کا دعوی کیا اور ان کے بہت سے پیروکار بھی اکٹھے ہو گئے۔ بعض لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت مسلمانوں کو ان تمام مرتدین سے جنگ کی اور ایک سال کی جنگ کے بعد ان سب پر قابو پایا۔عام طور پر تواریخ میں چونکہ محض یہ واقعات بیان کر دیے جاتے ہیں اور ان کے عمرانی اسباب پر بات نہیں کی جاتی ہے، اس وجہ سے بہت سے طالب علموں کے ذہن میں یہ سوال برقرار رہتا ہے کہ یکا یک ایسا کیا واقعہ پیش آگیا تھا کہ عرب کے بہت سے قبائل نے اس طریقے سے بغاوت کر دی تھی۔اس کی چند اہم وجوہات درج ذیل تھیں۔

فتنہ ارتداد کے اسباب کیا تھے؟

اس تفصیل کو سمجھنے کے لیے ہمیں عربوں کے قبائلی نظام کی ساخت اور باہمی سیاست کو سمجھنا پڑے گا۔جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اس زمانے میں قوم یا قبیلے کا تشخص کسی بڑی شخصیت سے قائم ہوتا تھا۔ایسا ضروری نہیں تھا کہ ایک شخص کے دو بیٹے ہیں تو وہ دونوں ہی الگ الگ قبیلے کے بانی بن جائیں بلکہ ان میں سے جس نے غیر معمولی کارنامے سرانجام دیئے ہوتے اور اپنے خاندان کو اکٹھا رکھا ہوتا اور پھر یہ عمل سو دو سو سال تک جاری رہتا، اسی کی اولاد ایک قبیلے کی شکل اختیار کرتی تھی۔کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک باپ کے دو بیٹوں میں مخاصمت پیدا ہو جاتی اور دونوں ہی باصلاحیت ہوتے، جس کے باعث دونوں ہی الگ الگ قبیلے کی بنیاد رکھتے۔ بسا اوقات ان میں طویل دشمنیاں چلتیں لیکن اپنے جد اعلی کے نام پر وہ کبھی اکٹھے بھی ہو جایا کرتے تھے۔

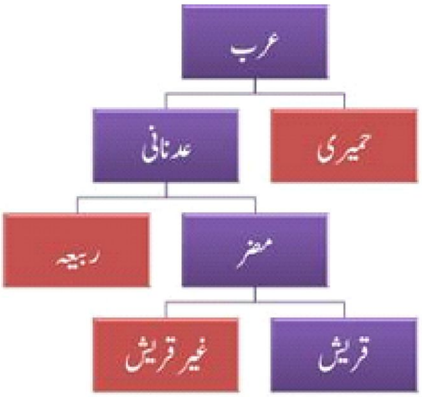

جیسا کہ ہم ڈایاگرام میں دیکھ سکتے ہیں کہ جزیرہ نما عرب میں دو قسم کے قبائل آباد تھے۔ایک تو یمن کے حمیری قبائل تھے اور دوسرے حجاز کے وہ قبائل جو حضرت اسماعیل

علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد میں سے تھے۔دور جاہلیت میں ان کے مابین کشمکش برپا رہتی تھی۔حمیریوں نے ایک زمانے میں یمن میں ایک بڑی تہذیب کی بنیاد رکھی تھی اور وہ پورے عرب میں ایک علاقائی سپر پاور کی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی (عہد رسالت سے ڈیڑھ دو سو برس پہلے) میں ان کا مشہور ڈیم "سد مآرب" ٹوٹ گیا اور حمیری تہذیب پر زوال آیا۔ اس واقعے کو قرآن مجید میں سورۃ سبا میں بیان کیا گیا ہے۔دوسری جانب حجازی قبائل نے قوت پکڑی اور اب عرب میں انہیں غلبہ حاصل ہو گیا۔ ہم انسانی نفسیات کے بارے میں یہ جانتے ہی ہیں کہ غلبہ پا لینے والوں کے بارے میں مغلوبین کے دلوں میں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

0334-5504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

بغض کی سی کیفیت ہمیشہ برقرار رہتی ہے،خاص کر اس وقت جب غالب آنے والوں نے مغلوبین کو شکست دے کر ان پر غلبہ حاصل کیا ہو۔ مثلاً موجودہ دور کے مسلمانوں

میں برطانیہ،فرانس اور امریکہ کے خلاف اسی قسم کی نفرت پائی جاتی ہے اور اس سے پہلے قرون وسطی کے یورپ میں مسلمانوں کے خلاف ایسی ہی نفرت پائی جاتی تھی۔

دوسری طرف حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد میں جس شخص کی نسل تیزی سے پھیلی،ان کا نام عدنان تھا۔عدنان کی اولاد کچھ عرصہ بعد متعدد قبائل میں تقسیم ہوگئی جن میں ربیعہ اور مضر کے قبائل کو غیر معمولی طاقت حاصل ہوگئی اور نتیجتاً ان کے درمیان ایک دوسرے پر غلبے کی جدوجہد شروع ہوئی۔مضر قبائل زیادہ طاقتور تھے اور ان کی ایک شاخ" قریش" تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی جس کے نتیجے میں قریش کا اسٹیٹس تمام قبائل میں مزید بلند ہوگیا۔آپ کی حیات طیبہ ہی میں اسلام پورے جزیرہ نما عرب میں پھیل گیا،جس سے عدنانی قبائل کی مضری شاخ اور مضری قبائل کی قریشی شاخ کو ایک خاص اسٹیٹس حاصل ہوگیا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک جانب ربیعہ قبائل (جو کہ زیادہ تر نجد میں آباد تھے)،دوسری جانب حمیری قبائل (جو کہ یمن میں آباد تھے) اور تیسری طرف غیر قریشی مضر قبائل میں ان کے خلاف بغض اور حسد پیدا ہوا۔ایسا نہیں تھا کہ ان قبائل کے سبھی لوگوں میں یہ بغض موجود تھا۔ان میں بھی بہت سے لوگ پورے خلوص نیت کے ساتھ مسلمان ہوئے تھے اور وہ اپنے دین پر عمل پیرا تھے لیکن ایک طبقہ ایسا تھا جس نے محض اسلام کی ظاہری شان وشوکت کو دیکھ کر اطاعت قبول کی تھی،مگر ان کے دلوں میں اسلام ابھی پوری طرح داخل نہ ہوا تھا۔

اقتدار کی طاقت اور بہترین استعمال۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمام اقتدار سنبھالتے ہی متعدد نئے مسائل نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔ان میں سے سب سے اہم فتنہ ارتداد تھا۔ارتداد کا مطلب پلٹ جانا ہے،یعنی وصال نبوی ﷺ کے بعد عرب قبائل کی اکثریت کفر و شرک کی طرف پلٹ گئی،انہوں نے کھلم کھلا اسلام سے بغاوت کر دی،اپنے قبیلے کے لوگوں کو بھی اسلام چھوڑ دینے پر مجبور کیا اور جنہوں نے نہ چھوڑنا چاہا ان پر تشدد کیا اور بعض کو قتل بھی کیا،زکوۃ دینے سے انکار کر دیا،کچھ نے نبوت کا دعوی بھی کر دیا اور کچھ سرکش قبائل مدینہ پر چڑھائی کرنے کی تیاریاں بھی کرنے لگے۔ان قبائل کی وجہ ارتداد پر سب سے پہلے تو خود قرآن نے سورۃ حجرات میں تبصرہ کر دیا تھا کہ اسلام ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا،عرب کے بدوی قبائل مکہ پر قبضے کے باعث مسلمان تو ہو گئے لیکن اسلام کے عملی تقاضوں کو نبھا نہ سکے۔

پس جب تک آپؐ موجود رہے ان کی نبوت و شخصیت کے سامنے تو دبے رہے لیکن ان کے بعد فوراً سر اٹھا لیا۔قبائلی تعصب ایک اور وجہ ارتداد تھی جسے ایک زمانہ بعد تک بھی ختم نہ کیا جا سکا،سرداروں کی شوریدہ سری اور جنگجوں کی طالع آزمائیاں اور شوق اقتدار و شہرت وحصول دولت وغیرہ سمیت متعدد دیگر وجوہات ہیں جنہیں تاریخ کے نقادوں نے ارتداد کے پس منظر میں سمیٹا ہے۔

اکثر قبائل نے زکوۃ کو تاوان سمجھ لیا اور کہا کہ نبی علیہ السلام کو تو ہم ادا کر دیا کرتے تھے لیکن ان کے خلفا کو زکوۃ ادا نہیں کریں گے۔بنو عبس،بنو ذبیان اور بنو بکر اس انکار میں سرفہرست تھے۔منکرین زکوۃ کا ایک وفد خلیفہ وقت کے ساتھ مذاکرات کے لیے مدینہ بھی آیا اور عرض کی کہ ہم نماز پڑھتے ہیں لیکن زکوۃ سے ہمیں رخصت دے دی جائے ،حالات اس حد تک بگڑ چکے تھے شہر مدینہ صحرا میں بھیگی ہوئی تنہا بکری کی مانند ہو چکا تھا چنانچہ صحابہ کی اکثریت نے اس وفد کے موقف کی تائید کی جبکہ حضرت عمرؓ جیسے جید کی صحابی کی رائے بھی منکرین کے حق میں تھی لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ زکوۃ کی ایک رسی کے لیے بھی مجھے جنگ لڑنی پڑی تو میں لڑوں گا۔

اس وقت اگر خلیفہ اول زکوۃ میں رعایت دے دیتے تو اسکو جواز بنا کر آج کہا جا سکتا تھا کہ مصروفیت کے باعث پانچ کی بجائے تین نمازیں پڑھ لینا کافی ہے،مہنگائی کے باعث اپنے ہی علاقے میں مناسک حج ادا کر لینا کافی ہے وغیرہ لیکن حضرت ابوبکرؓ کی ایک ''ناں'' نے قیامت تک کی تحریف دین کے دروازے بند کر دیے۔منکرین زکوۃ اس حد تک دلیر ہو چکے تھے کہ انہوں نے مدینہ پر چڑھائی کر دی چنانچہ مسلمانوں کے لشکر نے اپنے خلیفہ کی قیادت میں انہیں شکست دی اور انکے قبائل تک ان کا تعاقب کیا۔طلحہ بن خویلد اور مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوی کر دیا،ان کا خیال تھا کہ مکہ سے ایک فرد نے نبوت کا دعوی کر کے تو اقتدار،شہرت اور افواج اکٹھی کر لی ہیں چلو قسمت آزمائی ہم بھی کرتے ہیں۔طلحہ نے اپنے قبیلہ بنو اسد کو اپنے گرد اکٹھا کر لیا اور شکست خوردہ منکرین زکوۃ بھی اس کے ساتھ آن ملے اور یوں یہ مرتدین اکٹھے ہو کر ایک جتھے کی شکل اختیار کر گئے۔

سوال نمبر2۔ مسجد نبوی کی تعمیر پر جامع نوٹ تحریر کریں۔ (20)

جواب۔

0334-5504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک،ایف اے،آئی کام،بی اے،بی کام،بی ایڈ،بی ایس،ایم اے،ایم ایڈ،ایم ایس سی،پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس،پروپوزل،پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

مسجد نبوی کی تعمیر:

مدینہ منورہ میں مسجد کی تعمیر کے لیے جو زمین منتخب کی گئی وہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ اگرچہ ان کے اولیاء واقرباء بلا قیمت بیچ کرنے پر مصر تھے۔ لیکن رسول اکرم ﷺ نے اس طرح یتیموں کا مال لینا پسند نہ فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس جگہ کی قیمت ادا کردی اس طرح مسجد نبوی کی تعمیر میں اپنا حق ادا کردیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر اور توسیعات کا تاریخی جائزہ

مسجد نبوی، جسے مسجد النبی یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد بھی کہا جاتا ہے، اسلام کے دوسرے مقدس ترین مقام کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی بنیاد 622 عیسوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں رکھی، جب آپ مکہ سے ہجرت فرما کر یہاں تشریف لائے۔ ابتدائی مسجد انتہائی سادگی سے تعمیر کی گئی تھی، جس کی دیواریں کچی اینٹوں (مٹی کے گارے) سے بنائی گئیں، چھت کھجور کے پتوں سے ڈھکی تھی، اور ستون کھجور کے تنوں سے بنائے گئے تھے۔ مسجد کا اصل رقبہ تقریباً 35 میٹر لمبائی اور 30 میٹر چوڑائی پر محیط تھا، جبکہ اونچائی 2.5 میٹر تھی۔ یہ مسجد نہ صرف عبادت گاہ تھی بلکہ مسلمانوں کے اجتماعی معاملات، تعلیم، اور فیصلہ سازی کا مرکز بھی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کی تعمیر میں حصہ لیا، جس میں صحابہ کرام نے بھرپور تعاون کیا۔

خلافت راشدہ کے دور میں پہلی توسیع

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت (634-644 عیسوی) میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے مسجد نبوی کی پہلی بڑی توسیع کی گئی۔ مسجد کا رقبہ تقریباً 50 میٹر مربع تک بڑھا دیا گیا، اور اونچائی 3.5 میٹر کردی گئی۔ اس توسیع میں صحن کو وسیع کیا گیا، اور ستونوں کو مضبوط پتھروں سے تبدیل کیا گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور (644-656 عیسوی) میں مسجد کو مزید سنگِ مرمر سے سجایا گیا، اور محراب و منبر کو بہتر شکل دی گئی۔ انہوں نے پہلی بار مسجد میں روشنی کے لیے چراغ دانوں کا انتظام کیا، جو اس وقت کے لیے ایک انقلابی اقدام تھا۔

اموی اور عباسی دور میں تعمیراتی ترقی

اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک (705-715 عیسوی) نے مسجد نبوی کو مکمل طور پر نئے سرے سے تعمیر کیا۔ اس دور میں پہلی بار سنگ مرمر کے ستون، سونے کے پانی سے چڑھے ہوئے محراب، اور خوبصورت موزیکس کا استعمال کیا گیا۔ سب سے اہم اضافہ "گنبدِ خضرا" (DomeGreen) تھا، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر بنایا گیا۔ عباسی دور میں مسجد کے داخلی دروازوں کو نقاشی اور خطاطی سے سجایا گیا، اور مسجد کے اردگرد چاردیواری تعمیر کی گئی۔ اس دور میں مسجد کو مزید وسیع کیا گیا، تاکہ حجاج کرام کی بڑھتی ہوئی تعداد کو سمونے کی گنجائش پیدا ہو سکے۔

عثمانی دور کی مرمت اور جدید کاری

16 ویں صدی میں عثمانی سلطان سلیمان اعظم نے مسجد نبوی کی بڑی پیمانے پر مرمت کا حکم دیا۔ اس دور میں مسجد کے اندرونی حصے کو نئے سرے سے سنگ مرمر اور چینی کے ٹائلز سے سجایا گیا، اور محرابِ نبوی کو سونے کی پلیٹنگ سے مزین کیا گیا۔ سلطان عبدالمجید اول (1839-1861) کے دور میں مسجد کو زلزلے کے اثرات سے بچانے کے لیے جدید تعمیراتی تکنیکوں کا استعمال کیا گیا۔ انہوں نے مسجد کے میناروں کو دوبارہ تعمیر کیا، جن میں سے ایک مینار (باب السلام) آج بھی موجود ہے۔ عثمانیوں نے مسجد کے صحن کو بھی وسیع کیا، اور زائرین کے لیے شاداب باغات لگائے۔

پہلی سعودی توسیع (1951-1955)

شاہ عبدالعزیز آل سعود کے دور میں مسجد نبوی کی پہلی بڑی سعودی توسیع کا آغاز ہوا۔ اس منصوبے کے تحت مسجد کا رقبہ 16,327 مربع میٹر سے بڑھا کر 82,000 مربع میٹر کردیا گیا۔ نئے تعمیراتی حصے میں دو منزلہ ڈیزائن اپنایا گیا، جس میں 232 نئے ستون بنائے گئے۔ مطاف (طواف کی جگہ) کو وسیع کیا گیا، اور زم زم کے پانی کے لیے نلکوں اور پمپ کا نظام نصب کیا گیا۔ اس توسیع میں 5 سال کا وقت لگا، اور اس کے بعد مسجد کی گنجائش 28,000 سے بڑھ کر 68,000 ہوگئی۔

دوسری سعودی توسیع (1985-1994)

شاہ فہد بن عبدالعزیز کے دور میں مسجد نبوی کی تاریخ کی سب سے بڑی توسیع کا آغاز ہوا۔ اس منصوبے کے تحت مسجد کا رقبہ 82,000 مربع میٹر سے بڑھا کر 400,000 مربع میٹر کردیا گیا۔ نئی تعمیر میں 6 نئے مینار شامل کیے گئے، جن کی اونچائی 104 میٹر تھی۔ مسجد کے اندر 250 سے زیادہ گنبد بنائے گئے، جو کھلنے اور بند ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے، تاکہ قدرتی روشنی اور ہوا کا گزر ہو سکے۔ زیرزمین پارکنگ، ایسکلیٹرز، اور جدید ایئر کنڈیشننگ سسٹمز لگائے گئے۔ اس توسیع کے بعد مسجد کی گنجائش 2 لاکھ سے تجاوز کرگئی۔

تیسری سعودی توسیع (2012-تاحال)

شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز اور شاہ سلمان بن عبدالعزیز کے دور میں مسجد نبوی کی تیسری بڑی توسیع کا کام جاری ہے۔ اس منصوبے کے تحت مشرقی جانب 36,589 مربع میٹر کا نیا حصہ شامل کیا جارہا ہے، جس میں ایک الگ عمارت بھی تعمیر کی گئی ہے۔ یہ توسیع جدید ترین تعمیراتی ٹیکنالوجیز پر مشتمل ہے، جیسے کہ شیشے کے متحرک گنبد، الیکٹرک سیڑھیاں، اور خودکار چھتریوں والے صحن۔ زیرزمین ٹنلز اور میٹرو سسٹمز کو بھی اس منصوبے کا حصہ بنایا گیا ہے، تاکہ زائرین کی آمدورفت کو

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ایف اے آئی کام بی اے بی کام بی ایڈ بی ایس ایم ایڈ ایم اے ایم ایس سی پی ایچ ڈی ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائمنٹس کے لیے آئیڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

آسان بنایا جا سکے۔اس توسیع کے مکمل ہونے پر مسجد کی کل گنجائش 20 لاکھ تک پہنچنے کی توقع ہے۔

مسجد نبوی کی موجودہ تعمیراتی خصوصیات

آج مسجد نبوی 90,000 مربع میٹر کے وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی ہے، جس کی چھت 66,000 میٹر لمبائی تک محیط ہے۔ مسجد میں 2,000 سے زائد ستون ہیں، جن میں سے ہر ایک کو جدید سسموگراف ٹیکنالوجی سے مضبوط بنایا گیا ہے۔گنبد خضرا کو جدید لیزر لائٹنگ سے سجایا گیا ہے، جو رات کے وقت شاندار نظارہ پیش کرتا ہے۔مسجد کے اندرونی حصے میں سنگ مرمر کی دیواریں، سونے کی پلیٹنگ ، اور قرآنی آیات کی خطاطی کی گئی ہے۔ جدید ترین صوتی نظام اور ڈیجیٹل اسکرینز نصب کی گئی ہیں، جو نمازیوں کو امام کی آواز اور اوقاتِ نماز سے آگاہ رکھتی ہیں۔

مسجد نبوی کے میناروں کی تاریخی ارتقاء

مسجد نبوی کے میناروں کی تاریخ کئی ادوار سے گزرتی ہے۔ ابتدائی دور میں مسجد میں کوئی مینار نہیں تھا، لیکن خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے 91 ہجری میں پہلی بار چار مینار تعمیر کیے، جن کی اونچائی 26 فٹ تھی۔عثمانی دور میں سلطان سلیمان اعظم نے چھ میناروں کا اضافہ کیا، جن میں سے صرف باب السلام مینار آج تک قائم ہے۔ موجودہ دور میں مسجد کے دس مینار ہیں، جن میں سے ہر ایک 104 میٹر اونچا ہے۔ یہ مینار جدید LED لائٹس سے مزین ہیں، جو رات کے وقت پورے مدینہ منورہ کو منور کرتے ہیں۔

مسجد نبوی کی مستقبل کی تعمیراتی منصوبہ بندی

سعودی حکومت مسجد نبوی کو جدید ترین سہولیات سے آراستہ کرنے کے لیے مسلسل منصوبے بناتی رہتی ہے۔ مستقبل میں زیر زمین 5 منزلہ پارکنگ، روبوٹک صفائی سسٹمز، اور مصنوعی ذہانت پر مبنی گائیڈنس سسٹمز متعارف کرانے کا منصوبہ ہے۔ مشرقی توسیع کے تحت ایک نئی عمارت میں 82,000 مربع میٹر کا اضافہ کیا جا رہا ہے، جس میں خودکار دروازے اور ماحول دوست توانائی کے نظام شامل ہوں گے۔ ان تمام ترقیاتی کاموں کا مقصد مسجد نبوی کو دنیا کا سب سے جدید اور صارف دوست مذہبی مرکز بنانا ہے، جبکہ اس کی تاریخی اور روحانی اہمیت کو برقرار رکھا جائے گا۔

سوال نمبر3۔ میثاق مدینہ کی اہم دفعات تحریر کریں نیز ان کے فوائد وثرات بھی بیان کریں۔ (20)

جواب۔

میثاق مدینہ: ہجرت مدینہ کے بعد حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو مدینہ منورہ مختلف جماعتوں میں بٹا ہوا تھا۔ جن میں مہاجرین، انصار ، منافقین۔ عیسائی اور یہودی شامل تھے۔ یہودیوں کے بعض قبائل طاقتور تھے۔ اور کافی عرصے سے انصار پر حاوی تھے۔ اب وہ غلبہ تو نہ تھا مگر پھر بھی انصار کے مقابلے میں فوقیت رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں میں نظم وضبط پیدا کرنے کی کوشش کی۔ تاکہ مدینہ منورہ میں سیاسی، معاشی اور معاشرتی استحکام پیدا ہوا۔ اور مسلمانون کے تعلقات غیر مسلموں سے واضح معین اور ضبط ہو جائیں۔

مدینہ منورہ میں یہود کے قبائل بنو قینقاع، بنو نقیر اور بنو قریظہ تھے۔ اور عرب قبائل اوس و خزرج تھے۔ اوس و خزرج میں لڑائی رہتی تھی۔ جس سے یہ کمزور ہو گئے تھے۔ ان کے مقابلے میں یہود طاقتور تھے۔ اور مالی طور پر بھی خوشحال تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے امن وامان برقرار رکھنے کے لئے مدینہ منورہ کے تمام فریقوں کو مجتمع کیا اور باہمی رضا مندی سے ایک معاہدہ طے کیا۔ جس کی اہم شرائط حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مدینہ کے تمام قبائل امن وامان سے رہیں گے۔ اور امن وامان کے قائم کرنے میں سب لوگ برابر شریک ہوں گے۔

۲۔ کسی بیرونی دشمن کے حملہ کی صورت میں سب مل کر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔

۳۔ کوئی فریق کسی دوسرے فریق کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

۴۔ معاہدے کے فریقین آپس میں خیر خواہی اور بھلائی کا برتاؤ کریں گے۔

۵۔ معاہدہ کے فریقین مدینہ منورہ کو حرم تسلیم کریں گے۔

۶۔ اگر ان میں کوئی شخص ظلم کرے گا۔ تو سب لوگ اس کی مخالفت کریں گے۔

۷۔ اہل ایمان مقروض مسلمانوں کی امداد کریں گے۔

۸۔ معاہدہ کے فریقین میں سے کوئی بھی قریش کو پناہ نہیں دے گا۔

۹۔ ایک فریق کا حلیف دوسرے فریق کا حلیف مقصود ہو گا۔

۱۰۔ معاہدہ کے فریقین کے درمیان جھگڑا ہونے کی صورت میں نبی اکرم ﷺ کا فیصلہ تمام فریق تسلیم کریں گے۔

۱۱۔ ہر فریق کو مذہبی آزادی ہو گی۔

۱۲۔ ہر فریق اپنے محلّہ میں نظم وضبط کا ذمہ دار ہو گا۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۱۳۔ جان بوجھ کر قتل کرنے والے سے قصاص (بدلہ) لیا جائے گا۔

۱۴۔ ہر مجرم اپنے کیے کا ذمہ دار ہوگا۔ نیز اس کا حلیف ذمہ دار ہوگا۔

۱۵۔ جنگ کی صورت میں فریقین اخراجات مشترکہ طور پر برداشت کریں گے۔

افادیت واہمیت:

۱۔ اس میثاق کی افادیت یہ ہوئی کہ مسلمان ایک قوم کی حیثیت سے رہنے لگے۔ دین کو دنیاوی معاملات پر فوقیت دی جانے لگی۔

۲۔ انفرادی ترجیحات کی بجائے اجتماعی سوچ پروان چڑھنے لگی۔ شخص آزادی میں مساوات کے اصول کارفرما ہونے لگا۔

۳۔ مسلمانوں کو علانیہ تبلیغ کا موقع میسر ہوا۔

۴۔ میثاق مدینہ ایک سیاسی اور معاشرتی منور تھا۔ جس کی بنیاد پر اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ لکھتے ہیں۔

''یہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور مملکت ہے۔ اور اس کا ایک لفظ اوراق تاریخ میں محفوظ ہے''۔

اس معاہدے سے یہود کی تاکید وحمایت حاصل کرنا۔ حضور ﷺ کی بہت بڑی سیاسی کامیابی تھی۔

۵۔ میثاق مدینہ کی رو سے مدینہ منورہ کو حرم قرار دینے سے نہ صرف مدینہ کی حرم کی حدود قائم کر دیں۔ بلکہ ہر قسم کے فتنہ کو ختم کر دیا۔ اور مدینہ منورہ کا تقدس قائم کر دیا۔

۶۔ تمام تنازعات میں حضور ﷺ کو ثابت تسلیم کرلیا گیا۔ جس سے سیاسی اور عدالتی لحاظ سے آخری اتھارٹی آپ کو قرار دے دیا گیا۔

سوال نمبر 4۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت کی انتظامی اصلاحات تفصیل سے تحریر کریں۔ (20)

جواب:

حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت اور کارنامے:

نام، نسب، کنیت، ولادت:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام نامی اسم گرامی ''عمر بن خطاب'' ہے، دور جاہلیت اور اسلام دونوں میں آپ کا نام عمر ہی رہا، عمر کا معنی ہے ''آباد کرنے '' یا '' آباد رکھنے والا''۔ چونکہ آپ کے سبب اسلام کو آباد ہونا تھا لہذا پہلے ہی سے یہ نام عطا کر دیا گیا نیز آپ کا عہد خلافت چونکہ اسلام کی آبادی کا زمانہ ہے اس لحاظ سے بھی آپ اسم بامسمی ہوئے۔

آپ کا نسب کچھ یوں ہے: عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی قرشی عدوی... نویں پشت میں کعب بن لوی پر جا کر آپ کا نسب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف سے جا ملتا ہے... آپ کی والدہ کا پورا نام حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر مخزوم ہے۔ (اسد الغابہ، ج۴، ص۱۵۱) ... آپ کی کنیت ''ابوحفص'' ہے اور یہ کنیت میدانِ بدر میں بارگاہِ رسالت سے عطا ہوئی (مستدرک، ج۴، ص۹۳۲، الحدیث: ۴۴۰۵)

ولادت: آپ عام الفیل کے تیرہ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ یوں آپ کی تاریخ ولادت ۵۸۳ عیسوی تقریباً ۴۰ سال قبل ہجرت ہے۔ (اسد الغابہ، ج۴، ص۱۷۵)... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قبیلہ عدی بن کعب سے تعلق رکھتے تھے، آپ کے قبیلے والے علم وحکمت و دوراندیشی میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سفارت کاری اور عدالت جیسے انتہائی اہم عہدے آپ کے سپرد تھے۔

سیرت کی مختصر جھلک: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال۔ جب کہ آپ کی عمر 33 سال تھی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ چھ سال آپ نے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ جب آپ نے اسلام قبول کرلیا تو نہ صرف وہ کمی پوری کر دی، بلکہ اسلام کی اتنی خدمت کی کہ کوئی دوسرا اتنی خدمت نہ کر سکا۔

دور جاہلیت میں آپ سفارت کے عہدہ پر مامور تھے اور کفار کے باہمی جھگڑوں میں ثالث ہوا کرتے تھے اور آپ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ تجارت میں اتنی ترقی کی تھی کہ شاہان روم و فارس کے درباروں تک بارسوخ ہو گئے تھے۔ آپ کی زندگی اتنی سادہ اور بے تکلف تھی کہ شاید ہی دنیا کا کوئی حکمران اس کی مثال پیش کر سکے۔ لباس کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ دوسرے ممالک کا دورہ کرتے ہوئے قمیص پر 17 ,17 پیوند لگے ہوئے ہیں، مگر اس کی پرواہ نہیں۔ خوراک بہت سادہ خشک روٹی اور زیتون کا تیل استعمال کرتے تھے اور تکلف کا نام نہیں، چلتے چلتے کوئی بڑھیا عورت راستہ روک لیتی ہے اور اپنا کیس پیش کر دیتی ہے تو سننے کے لئے مستعد ہو جاتے ہیں۔

مگر بایں رعب کا یہ عالم تھا کہ دشمن آپ کا نام سن کر کانپ جاتا تھا۔ فتوحات کا یہ عالم تھا کہ ملک پر ملک فتح ہوتے جا رہے ہیں، یہاں تک کہ عیسائی مورخین کو یہ لکھنا پڑا کہ:

''اگر مسلمانوں میں ایک اور عمر پیدا ہو جاتا تو تمام میں اسلام اور اسلامی حکومت پھیل جاتی، اور کوئی غیر مسلم نظر نہ آتا''۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 03345504551

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

فاروقِ اعظم کے القابات:

(1) فاروق: حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے عرض کی گئی کہ ''ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ بتائیے'' تو ارشاد فرمایا: حضرت عمر وہ ہستی ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے لقب 'فاروق' عطا فرمایا کیونکہ آپ نے حق کو باطل سے جدا کر دکھایا۔ (تاریخ ابن عساکر، ج۴۴، ص۵۰) حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فاروق کا لقب کس نے دیا؟ انہوں نے ارشاد فرمایا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ (اسد الغابۃ ج۴، ص۱۶۲)...ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے فرمایا: ''زمین میں ان کا نام ''عمر'' اور آسمانوں میں ''فاروق'' ہے۔ (ریاض النضرۃ، ج۱، ص۳۷۲)...اور ایک روایت کے مطابق آپ جب اسلام لائے تو بارگاہ رسالت میں عرض کی: اب ہم چھپ کر عبادت نہیں کریں گے اور پھر تمام مسلمانوں نے کعبۃ اللہ شریف میں جا کر نماز ادا کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ''فاروق'' کا لقب عطا فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۹۰)

(2) مُحدَّث: یہ اس شخص کو کہتے ہیں جسے صحیح اور درست بات کا الہام ہو یعنی باری تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ملے، وہ جب بھی کچھ کہے تو حق کے موافق ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ الٰہی سے یہ مرتبہ و شرف بھی حاصل تھا جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پچھلی اُمتوں میں کچھ لوگ مُحدَّث ہوتے تھے، اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہے تو بے شک وہ عمر بن خطاب ہے۔ (صحیح بخاری، ج۲، ص۲۵۷، الحدیث:۳۶۸۹)...محدَّث کے مختلف معانی بیان کرتے ہوئے شارحِ صحیحین علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اطال اللہ عمرہ فرماتے ہیں: مفہوم محدَّث کے بارے میں اہل علم کے متعدد اقوال ملتے ہیں۔ بعض نے کہا محدَّث صاحبِ الہام کو کہتے ہیں۔ توربشتی نے کہا محدث وہ شخص ہے جس کی رائے صائب اور ظن صادق ہو۔ ابو احمد عسکری نے کہا، جس کے قلب پر ملاءِ اعلیٰ کا فیضان ہو اسے محدَّث کہتے ہیں۔ بعض نے کہا جس کی زبان ہمیشہ نطق بالصواب کرتی ہو وہ محدَّث ہے۔ ابن التین نے کہا محدَّث صاحبِ فراست ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: ملہم بالصواب کو محدَّث کہتے ہیں۔ ابن حجر عسقلانی نے ایک مرفوع روایت سے بتایا محدث کی زبان پر ملائکہ کلام کرتے ہیں۔ کہا: محدَّث سے مراد وہ شخص ہے جو کثرتِ الہام کے سبب درجہ انبیاء سے واصل ہو۔ ان تمام اقوال کا حاصل یہ ہے کہ ''محدَّث کے قلب و نظر پر ملاءِ اعلیٰ کا فیضان ہوتا ہے۔ اس کا اجتہاد صحیح اور اس کا کلام صائب اور ربانی تائید سے مؤید ہوتا ہے۔ (مقالاتِ سعیدی، ص۲۰۰)

(3) امیر المومنین: ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تو خلیفہ رسول اللہ کہا جاتا تھا جبکہ مجھے یہ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہوں اور اگر یہ کہا جائے ''خلیفہ خلیفہ رسول اللہ'' تو بات لمبی ہو جائے گی۔ اس وقت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ہمارے امیر ہیں اور ہم مومنین ہیں تو آپ ہوئے ''امیر المومنین''۔ آپ نے فرمایا: یہ ٹھیک ہے۔ (الاستیعاب، ج۳، ص۲۳۹) جبکہ ''اسد الغابہ، ج۴، ص۱۸۱'' پر مرقوم ہے کہ ''سب سے پہلے یہ لقب لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہما نے تجویز کیا۔''

سیدنا عمر بن خطابؓ نے اسلام کے خدمات: سیدنا عمر بن خطابؓ نے اسلام کے لیے بے شمار خدمات سرانجام دیں۔ آپ دوسرے خلیفہ راشد، مراد رسول ﷺ، اور عشرہ مبشرہ میں شامل تھے۔ آپ نے خلافت اسلامیہ کو فتوحات کے ذریعے وسعت دی۔ آپ نے انتہائی قابل قدر اور قابل تقلید نظام حکومت قائم کیا۔ آپ بڑے دوراندیش اور زیرک انسان تھے۔ آپ نے بہت سے جدید شعبہ جات کا آغاز کیا اور ان نئے امور کو اپنا کر خلافت اسلامیہ کو وسعت اور ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ ان امور کو ''اولیاتِ عمرؓ'' کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان اولیات میں سے بعض اہم کا ذکر حسب ذیل ہے۔

باقاعدہ فوجی نظام: عہد نبوی ﷺ اور عہد صدیقی میں باقاعدہ فوج نہ تھی اور نہ ہی ان کی تنخواہیں مقرر تھیں۔ مالِ غنیمت میں سے مال ان کو تقسیم کیا جاتا تھا۔ عہد صدیقی میں بھی نہ کوئی فوج کا رجسٹر بنا اور نا کوئی محکمہ جنگ قائم ہوا۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت کے آغاز تک بھی یہی حال رہا۔ لیکن 15 ھجری میں حضرت عمرؓ نے اسشعبے کو اس قدر منظم اور باقاعدہ کر دیا کہ دوسری حکومتیں اس کارنامے پر تعجب کرنے لگیں۔ اسی طرح آپ نے بڑے بڑے شہروں اور مناسب مقامات پر فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ تنخواہوں میں اضافہ، فوج میں موسموں کے اعتبار سے کپڑوں کی تقسیم، رخصت کے ضوابط اور فوج کے لباس مقرر ہوئے۔ فوج کے ساتھ خزانہ افسر، محاسب، قاضی، مترجم، طبیب اور جراح ہوتا تھا۔

محکمہ پولیس: حضرت عمرؓ نے پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ آئی جی پولیس کو 'صاحب الاحداث' کہتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو بحرین میں صراحت کے ساتھ پولیس کے اختیارات دیئے، جیسے دوکاندار ترازو میں دھوکہ نہ دیں، کوئی آدمی سڑک پر مکان نہ بنائے، جانوروں پر زیادہ بوجھ نہ لادا جائے، شراب کی خرید و فروخت نہ ہو، حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن عتبہؓ کو بازار کی نگرانی کیلئے مقرر کیا۔

جیل خانہ جات کا نظام: قرآن حکیم میں جیل کا ذکر کیا گیا ہے، عربوں کے ہاں جیل کا تصور تو تھا، مگر کوئی باقاعدہ نظام نہ تھا۔ زنا کی سزا کے احکام نازل ہونے سے قبل قرآن حکیم نے خواتین کو گھر میں نظر بند کرنے کا حکم دیا۔ (النور) حضرت عمرؓ نے اس کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے باقاعدہ جیل خانے بنوائے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے صفوان بن امیہ کا مکان چار ہزار درہم میں خرید کر جیل خانہ بنوایا۔ بعد ازاں جیل خانہ جات اضلاع میں بھی قائم کئے گئے۔

بیت المال کا باقاعدہ قیام: عہد نبوی ﷺ اور عہد صدیقی میں مالِ غنیمت کے حصول کے بعد اسی وقت اسے تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اس لئے بیت المال کی اتنی ضرورت نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیت المال کیلئے جو مکان مخصوص کیا تھا وہ بند رہتا تھا۔ (طبقات ابن سعد) حضرت عمرؓ کے دور میں بحرین

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 03445504551

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اشاعتی مشقوں کے لیے آکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس، پی ایچ ڈی، ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

سے خطیر رقم ملنے پر بیت المال کے باقاعدہ نظام کا آغاز ہوا۔حضرت عبداللہ بن ارقمؓ کو اس کا نگران مقرر کیا گیا۔تمام صوبہ جات اور اہم مقامات پر مرکزی بیت المال کے ذیلی دفاتر قائم ہوئے۔ بعدازاں حضرت عمرؓ نے بیت المال کیلئے شاندار اور مضبوط عمارتیں بھی بنوائیں۔

سوال نمبر5۔ خلافت راشدہ کی خصوصیات پر مختصر نوٹ لکھیں۔ (20)

جواب۔

خلافت راشدہ کی خصوصیات

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عہد خلافت خلافت راشدہ کہلاتا ہے۔اس عہد کی مجموعی مدت تیس سال ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اولین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آخری خلیفہ ہیں۔اس عہد کی نمایاں ترین خصوصیت یہ تھی کہ یہ قرآن وسنت کی بنیاد پر قائم نظام حکومت تھا۔خلافت راشدہ کا دور اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس زمانے میں اسلامی تعلیمات پر عمل کیا گیا اور حکومت کے اصول اسلام کے مطابق رہے۔ یہ زمانہ اسلامی فتوحات کا بھی ہے۔اور اسلام میں جنگ جمل اور جنگ صفین جیسے واقعات بھی پیش آئے۔جزیرہ نما عرب کے علاوہ ایران،عراق،مصر،فلسطین اور شام بھی اسلام کے زیر نگیں آگئے۔شیعہ خلافت راشدہ کو تسلیم نہیں کرتے . ان کے نزدیک رسول اللہ کے جائز جانشین حضرت علی تھے۔ان میں خلافت کے بجائے امامت کا تصور پایا جاتا ہے۔

نومسلموں کی تعلیم اور مراعات: خلفائے کرام کو شروع ہی سے یہ احساس تھا کہ نومسلموں کی تعلیم ان کے دینی رسوخ اور اسلامی پختگی کے لیے ضروری تھی۔چنانچہ ان کے تمام امیروں،فوجی سالاروں،گورنروں اور ان کے ماتحت عاملوں اور کارکنوں کو عام ہدایت تھی کہ وہ نومسلموں میں بنیادی دینی تعلیم کا کام ضرور انجام دیں۔حضرت ابوبکر کے عہدِ خلافت میں چونکہ فتوحات کی تکمیل نہیں ہوئی تھی اس لیے مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں ان کی توجہ بدوی قبائل پر مرکوز رہی۔انھوں نے جزیرہ نمائے عرب کے متعدد شہروں میں بھی معلمین کا بطور خاص تقرر کیا۔خلافتِ فاروقی میں فتوحات کی مضبوطی کے بعد تعلیم کا کام زیادہ جوش و ولولہ اور منصوبہ بند طریقسے مقبوضات میں کیا گیا۔عمال وامرائے فاروقی کے علاوہ بہت سے صحابہ کرام کو تعلیم وتربیت کے لیے متعدد صوبوں میں تعینات کیا گیا۔ان میں سے کوفہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود کو،حضرات معاذ بن جبل،عبادہ بن صامت،ابی بن کعب ابوایوب اور ابوالدرداء کو شام کے مختلف امصار ومراکز میں تعلیم وتربیت کے لیے مقرر کیا۔ان حضرات میں حمص،دمشق اور فلسطین وغیرہ میں تعلیم کا پرچا عام کیا۔قرآن مجید کی سورتوں کا ناظرہ اور حفظ ان کا مفہوم ومطلب حدیث نبوی کے اہم اجزاء عام مسئلہ مسائل کے علاوہ سیرت واخلاق اور لکھنے پڑھنے کے فن پر بنیادی طور پر زور دیا۔بدوی قبائل کی تعلیم کے لیے حضرت ابوسفیان نامی ایک صحابی کو مقرر کیا تھا۔عراقی امصار میں بصرہ کے لیے حضرت معقل بن یسار،عبداللہ بن مغفل اور عمران بن حصین کو مقرر کیا۔ان معلموں نے عربی زبان و ادب کی بھی ضروری تعلیم دی۔بصرہ میں کم ازکم دس معلم مقرر کئے گئے تھے۔فقہ کی تعلیم کے لیے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم کو شام کے لیے اور حضرت عمران بن الحصین کو بصرہ کیلئے مقرر کیا تھا۔دوسرے معلموں نے بھی فقہ کی تعلیم دی۔

تعلیمی درسگاہیں: تعلیم عام طور پر مساجد میں دی جاتی تھی اور بعد میں اس مقصد کے لیے مکاتب بھی قائم کئے گئے۔ان معلمین کے گھر بھی مکاتب کا کام کرتے تھے اوران کی ذات والاصفات پھرتا مدرسہ تھی۔مساجد کے ائمہ اور موذنین بھی تعلیم تربیت کا کام کرتے تھے۔حضرات عمرو عثمان نے ان معلمین کی تنخواہیں مقرر کی تھیں۔مگر صحابہ کرام عام طور سے تنخواہ نہیں لیتے تھے۔

اسلام کے تعلیمی مراکز: اسلامی مراکز مدینہ،یمن،مکہ،کوفہ،بصرہ،دمشق،بیت المقدس،حمص،حلب،فسطاط اور برقہ وغیرہ میں اسلامی تعلیم کے دو درجات تھے۔ایک ابتدائی جس میں طلباء قرآن وحدیث اور فقہ کی بنیادی تعلیمات حاصل کرتے اور لکھنا پڑھنا سیکھتے تھے۔دوسرے اعلی تعلیم کے حلقے تھے جن میں اسلامی علوم وفنون کی فنی اور اعلی تعلیم دی جاتی تھی۔عام تعلیم میں تمام مسلمان شریک ہوتے تھے۔ان میں مرد وعورت اور بچے بھی شامل تھے۔

اعلی تعلیم: اعلی تعلیم کے مخصوص حلقے ہوتے تھے۔ان ہی حلقوں سے تابعین کرام کے علماء وفضلاء نکلے۔اعلی تعلیم کے حلقوں میں مکہ وطائف میں حضرت عبداللہ ابن عباس کا حلقہ،مدینہ منورہ میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابی بن کعب وغیرہ متعدد حضرات کے حلقے،کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ کے حلقے اوراسی طرح مذکورہ بالا تمام اکابر صحابہ کے تفسیر وحدیث اور فقہ وعربی ادب کے حلقے تھے۔انھوں نے اعلی تعلیم حاصل کرکے اسلامی علوم فنون کو ترقی دی۔

تعلیم وتجوید قرآن: سب سے اہم قرآن مجید کی تلاوت قرأت اور تفسیر وتشریح تھی۔مصاحف قرآنی کو صوبوں میں اسی لیے بھیجا گیا تھا کہ قرآن کی صحیح قرأت کے اختلاف ختم ہوں۔ان مصاحف کی عام نقول نے ممالک وصوبوں کے گوشہ گوشہ میں تعلیم عام کردی۔دوسرا طریقہ تجوید کے ساتھ قرآن کی زبانی قرأت تھی۔ان دونوں کے ذریعہ قرآن کی قرأتوں اور کتابت کے فن کا ارتقا ہوا۔

تعلیم تفسیر: تفسیر وتشریح قرآن میں مکہ وطائف میں حضرت عبداللہ بن عباس،مدینہ میں حضرت ابی بن کعب وغیرہ متعدد صحابہ،کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود،بصرہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری اور شام ومصر کے مختلف مراکز میں متعدد صحابہ کے حلقوں نے تفسیر کے فن کو ترقی دی۔ان کی روایات زبانی طور پر ان کی دوسری نسل کو منتقل ہوئیں۔

تعلیم حدیث: قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث کے بھی اسی طرح تمام اسلامی مراکز میں حلقے قائم تھے۔احادیث کے مجموعوں اور ابن سعد کے طبقات وغیرہ

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ متعدد صحابہ کرام نے اپنے حدیث کے مجموعے بھی تیار کر لیتے تھے۔ جن کو صحیفے کہا جاتا تھا۔ ان کی تعداد پچاس کے قریب تھی۔ اسی طرح تابعین کے طبقہ میں متعدد حضرات نے اسی زمانہ میں اپنے صحیفے لکھ لیے تھے۔ اگر چہ زیادہ تر بعد کے دورِ خلافت میں لکھے گئے۔ اسی عہد میں حدیث کی ترسیل بھی زیادہ تر زبانی رہی۔ مذکورہ بالا تمام صحابہ کرام نے حدیث کی اشاعت میں بے مثل خدمات انجام دیں۔ صحابی کی کسی علاقہ میں موجودگی لوگوں کو اسلامی علوم وفنون خاص کر حدیث کے سماعت وحصوں کے لیے کھینچ لاتی تھی۔

فقہ کی تعلیم: فقہ کی تعلیم اس کا فن دراصل قرآن وحدیث کی تعلیم وفن پر ہی منحصر تھا۔ خلفاء بالعموم اپنے افسروں اور عاملوں کو فقہی احکام لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔ اور ان کے ذریعہ سے عوام میں ان کی اشاعت بھی کرواتے تھے۔ وہ اپنی تقریروں اور خطابات میں بھی فقہی احکام بیان کرتے تھے۔ ان کے سامعین اپنی اپنی صلاحیتکے مطابق ان سے استفادہ بھی کرتے تھے۔ صوبوں اور مقبوضہ علاقوں کے دینی اور علمی مراکز میں متعین صحابہ کرام نے بھی فقہ کے علم کو ترقی دی۔ ان کے اعلیٰ اور مخصوص طلبہ نے اس فن میں مہارت بہم پہنچائی۔ ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی فقہ نے کوفہ اور عراق کے دوسرے امصار میں خاص مقام حاصل کیا۔ جب کہ حضرت عبدالرحمٰن بن غنم کی فقہ نے شامی مکتب فکر کی بنیاد ڈالی۔ اسی طرح دوسرے علوم وفنون نے بھی جن میں سیرت وتاریخ اور عربی زبان و ادب وغیرہ شامل تھے ان مراکز میں فروغ پایا۔ ان کا ذکر امور خلافت کے ضمن میں کیا جائے گا۔ خلافت راشدہ کا دور ایک اہم دور تھا جس میں اسلام اور مسلمانوں کی بے لوث خدمت کا جذبہ تھا۔ اس دور کی تمام خصوصیات میں اس دور کو چلانے والی وہ مقدس ہستیاں تھیں جن کا نصب العین اسلامی ریاست کو سیاسی اور اجتماعی نظام دین کے اصولوں کے مطابق فراہم کرنا تھا۔

کاشان اکیڈمی
0334-5504551
Download Free Assignments from
Solvedassignmentsaiou.com

میٹرک سے لیکر ایم اے ،ایم ایس سی ،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک ،ایف اے ،آئی کام ،بی اے ،بی کام ،بی ایڈ ،بی ایس ،ایم اے ،ایم ایڈ ،ایم ایس سی ،پی ایچ ڈی اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔